OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com
DOI: https://doi.org/10.53575/u5.v6.02(22)40-52

برصغیر میں مسلم صوفیاء کی آمد اور علمی سرگرمیوں کا فروغ: تحقیقی مطالعہ

The arrival of Muslim Sufis in the subcontinent and the promotion of scholarly activities: a research study

AZHAR ALI
Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Gujrat University, Gujrat.

DR. SHOIAB ARIF
Lecturer, Department of Islamic Studies, Gujrat University, Gujrat.

Received on: 08-04-2022 Accepted on: 20-05-2022

Abstract

In the subcontinent, the Companions, the followers, the followers of the followers and the narrators came at different times and continued to perform the duties of spreading Islam here. The books of Asma 'ul-Rijal and the turning of the pages of history show that according to a conservative estimate, about five Companions visited India, including' Uthman ibn Abi al-'As Saqafi and his brothers, 'Abdullah ibn' Umayr, and Sahl ibn 'Adi ibn Malik, Syedna Asim bin Amr and Syedna Majasha bin Thaalba and others. In the same way, many great men entered the subcontinent for the purpose of jihad and then for the propagation of Islam. Akhans al-Thaqafi and so on. Similarly, the followers of Tabein include Mr. Israel bin Musa Al-Basri, Mr. Abu Muhammad Raja bin Al-Sindi, Mr. Muhammad bin Abdul Rahman Belmani, Mr. Rabi 'bin Sabih Al-Saadi and others. Most of the followers and followers of the followers had come to India with the army of Amir Muhammad ibn Qasim. Although the word Sufi was not used for all these holy people because the term Sufi was not in use at that time That is, these people were the real Sufis. Even after him, various Sufis continued to visit and preach Islam.

Keywords: Asma 'ul-Rijal, Islam, Muhammad ibn Qasim, Sufi.

موضوع تحقیق کا تعارف

نبی اکرم ﷺ نے جب مختلف علاقوں اور ملکوں کے سرداروں اور بادشاہوں کو اسلام کی دعوت کے لیے خطوط ارسال فرمائے تو برصغیر کے جو لوگ عرب کے کچھ علاقوں میں رہائش پذیر ہو گئے تھے یا پھر کسی کام کے سلسلے میں ان سے تعلق رکھتے تھے، اِن کو اس چیز کا علم ہوا۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی بعثت اور اسلام کی دعوت کی اہل ہند کو اطلاع ہوئی اور وہ اس دعوت سے ذہنی و فکری اعتبار سے متاثر ہوئے۔ برصغیر پاک وہند ایک ایسا خطہ ہے جس کا کچھ روایات میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ تاریخ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ سری لنکا سے ایک وفد نبی اکرم ﷺ کی بعثت مبارک کا تذکرہ سن کر مدینہ منورہ کو روانہ ہوا تھا۔ برصغیر کے علاقوں اور سری لنکا میں تجارت کے لیے آمد ورفت کی وجہ سے عرب تاجروں کے ذریعے سری لنکا کے جوگیوں، سنیاسیوں اور دوسرے مذہبی طبقات کو معلوم ہوا کہ عرب کے شہر مکہ مکرمہ میں

اللہ تعالیٰ نے ایک رسول بھیجا ہے۔ وہاں کے لوگوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا ہے۔ وہ وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے ہیں۔ اس پورے معاملے کی تحقیق کے لیے انہوں نے مقامی لوگوں کا ایک وفد مدینہ منورہ روانہ کیا۔ چوتھی صدی ہجری کے ایک مشہور سیاح بزرگ بن شہریار جو عرب سے ہندوستان اور چین تک جہاز چلایا کرتے تھے۔ اس نے "عجائب الہند" کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس میں انہوں نے اس وفد کا تذکرہ بھی کیا ہے۔[1] ضرورت اس امر کی ہے برصغیر میں آنے والے صوفیاء کرام اور ان کی علمی سرگرمیوں کو اجاگر کیا جائے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر زیر نظر مقالہ تحریر کیا جا رہا ہے۔

برصغیر میں مسلم صوفیاء کی آمد اور علمی سرگرمیوں کا فروغ

برصغیر کے خطے میں اسلام کے پھیلاؤ کا ایک ذریعہ بھی تھا کہ عرب کے علاقوں سے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم یہاں تشریف لائے۔ ان ہستیوں میں سے کچھ جنگ لڑنے جبکہ کچھ محض تبلیغِ اسلام کے لیے تشریف لائے۔ برصغیر میں تشریف لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد پچیس ہے۔ ان میں سے بارہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں، پانچ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں، تین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں، چار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں اور ایک یزید بن معاویہ کے کے دور میں یہاں تشریف لائے۔ بہت سارے تابعین عظام علیہم الرحمہ بھی برصغیر میں آئے اور انہوں نے حدیث وسنت کی نشر و ترویج کو اپنا مطمعِ نظر ٹھہرائے رکھا۔ بعض کسی دوسرے ملک میں تشریف لے گئے اور وہاں قال اللہ و قال الرسول کی دلنواز صدائیں بلند کرنے میں زندگیاں وقف کر دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے علاوہ اور بھی صوفیاء کرام یہاں تشریف لائے۔ ذیل میں ایسے چند صوفیاء کرام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو برصغیر میں اسلام کے اشاعت کے لیے تشریف لائے۔

ا۔ حضرت عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ

قبیلہ بنو ثقیف سے تعلق رکھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہ در اصل طائف کے رہنے والے تھے اور بنو ثقیف کے اس وفد کے ساتھ مدینہ منورہ آئے تھے جو عبد یا لیل کی سربراہی میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا۔ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر سولہ سال تھی۔ انہوں نے چپکے سے اسلام قبول کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم کی کچھ سورتیں اور دینِ اسلام کے بہت سارے ضروری مسائل سیکھ لیے۔ اس اعتبار سے اس وفد میں حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ سب سے بڑے عالم تھے۔ آپ کے اسی علم کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو منصبِ امامت سے سرفراز فرمایا۔ چودہ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بصرہ اور کوفہ میں دو فوجی چھاؤنیاں تعمیر کروائیں اور حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا معلم مقرر فرمایا۔ پندرہ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں عمان اور بحرین کا گورنر مقرر فرما دیا۔ اسی سال حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ ایک بحری بیڑا تیار کروایا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ نے اس بحری بیڑے کی خود قیادت کی اور انہیں کی قیادت

میں تھانہ اور بھڑوچ کی بندرگاہ کو فتح کر لیا گیا۔اس بحری بیڑے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک پورا لشکر سوار تھا کیونکہ بندرگاہ کو فتح کرنا دو چار آدمی کا کام نہیں تھا۔ لیکن ان حضرات کی تعداد کا علم ہو سکا اور نہ ان کے اسماء معلوم ہو سکے۔[2] آپ رضی اللہ عنہ نے متعدد جنگوں میں حصہ لیا اور کچھ جنگوں میں قیادت کے فرائض بھی سرانجام دیے۔انہوں نے ۵۱ ہجری یا ۵۵ ہجری میں بصرہ میں وفات پائی۔ یہاں پر انہوں نے قبضہ برقرار نہیں رکھا بلکہ واپس چلے گئے تھے۔ان حضرات کا اصل مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کے لوگوں کو اُن پاکیزہ اخلاق و کردار، صاف ستھری تہذیب و ثقافت اور تعلیم و شائستگی کی ان عظیم الشان اقدار سے روشناس کرانا تھا جن کو اسلام میں بنیادی مقام حاصل ہے۔

۲۔ حضرت حکم بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ

یہ حضرت عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔انہیں طائف کا امیر بنایا گیا تھا۔کچھ عرصہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بحرین کا امیر مقرر کر دیا۔انہوں نے امیر کی حیثیت سے بہت سارے علاقوں پر فوج کشی کر کے فتح حاصل کی۔ حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے بلادِ سندھ و ہند میں سے بندرگاہ تھانہ، بھڑوچ، دیبل، مکران اور اس کے نواحی علاقوں پر بھی فوج کشی کر کے کامیابی حاصل کی۔ یہ بہت زیادہ عقل مند، معاملہ فہم، اچھی طبیعت والے، دور اندیش، شرم و حیاء کے پیکر اور جنگی معاملات سے خوب آگاہ تھے۔ایک دفعہ زیاد بن ابو سفیان نے ان کو اپنے ہاں بلایا اور ان سے باتیں کیں تو زیادہ نے لوگوں کو ان کے بارے میں بتلایا کہ یہ صالحیت اور تقویٰ کا مجسمہ ہیں۔ زیادہ نے ان کو اپنے ہاں باعثِ برکت قرار دیا اور انہیں خراسان کا امیر مقرر کر دیا۔۴۵ ہجری کو بصرہ میں ان کا وصال ہوا۔[3] ہندوستان میں یہ اگرچہ جنگ کے لیے آئے تھے لیکن یہاں بھی انہوں تبلیغ و اشاعت دین کا سلسلہ جاری رکھا ہو گا۔

۳۔ حضرت مغیرہ بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ

یہ بھی حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی اور نبی اکرم ﷺ کے صحابی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں عمان سے سندھ کے شہر دیبل پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔انہوں نے دیبل کا رخ کیا اور فتح حاصل کی۔ دیبل کے بعد انہوں نے دوسرے شہروں کو بھی فتح کیا۔ان کا وصال بھی بصرہ میں ہوا۔[4] مالی اور دینی اعتبار سے ان کا مقام بہت بلند ہے۔

۴۔ حضرت ربیع بن زیاد حارثی مذحجی رضی اللہ عنہ

ان کا تعلق قبیلہ بنو مذحج سے تھا اور نبی اکرم ﷺ کے صحابی تھے۔ان کا رنگ گورا، جسم دبلا پتلا اور بظاہر کمزور تھا لیکن دشمن کے مقابلے میں بڑے تیز اور بہادر تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خراساں کا امیر بنایا۔انہوں نے بہت ساری جنگوں میں شرکت کی اور ہر جنگ میں فتح حاصل کی۔ یہ سجستان کے محاذ پر بھی جنگ لڑنے کے لیے گئے اور وہاں سے بھی فتح حاصل کر کے واپس لوٹے۔ یاد رہے کہ اس زمانہ میں سجستان کا زیادہ تر علاقہ سندھ میں شامل تھا جبکہ اس کا کچھ حصہ ایران کی حدود میں شامل تھا۔ خلافتِ فاروقی میں زرلج، زالق، کابل، سیوستان، کرمان اور مکران کی جنگوں میں بھی انہوں نے نہ صرف شرکت کی بلکہ کرمان، مکران اور سیوستان کے باقاعدہ گورنر بھی رہے۔ان میں سے بعض علاقوں کا کچھ حصہ پاکستان کے موجودہ صوبہ بلوچستان اور کچھ حصہ صوبہ سندھ میں شامل ہے۔ان علاقوں

میں حضرت ربیع رضی اللہ عنہ کا شروع کیا ہوا جہاد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت تک جاری رہا۔ ۵۱ ہجری کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں انہوں نے وفات پائی۔[5] برصغیر میں کافی عرصہ قیام پذیر رہے، اس دوران انہوں نے اسلام کی تبلیغ واشاعت کا کام بھی جاری رکھا۔

۵۔ حضرت حکم بن عمرو ثعلبی غفاری رضی اللہ عنہ

ان کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ بنو غفار سے تھا۔ یہ نہ صرف نبی اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی تھے بلکہ کتب احادیث میں اِن سے باقاعدہ روایات بھی موجود ہیں۔ ۱۷ ہجری کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مکران کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے مکران کے پورے علاقے کو فتح کر لیا۔ فتح کی اطلاع سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔ ان دنوں مکران کا حکمران راجہ راسل تھا جو کہ ایرانیوں کا طرف دار تھا۔ جو علاقہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا وہ آج کل صوبہ بلوچستان میں شامل ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں انہیں خراساں کا امیر مقرر کر دیا۔ ۴۵، ۵۰ یا ۵۱ ہجری کو خراسان میں ہی ان کا انتقال ہوا۔[6]

۶۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ

یہ انصاری صحابی ماہر جنگجو تھے۔ ان کو پہلے کوفہ کا امیر بنایا گیا پھر اصفہان کا گورنر بنا دیا گیا۔ وہاں انہوں نے اسلام کے مخالفین سے جہاد کیا جس کے نتیجے میں اہل اصفہان نے آپ سے صلح کر لی۔ انہوں نے فارس کے ایک مقام "جی" کی جنگ میں بھی حصہ لیا اور وہاں کے مقامیوں سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ مسلمانوں کو جزیہ ادا کریں گے اور مسلمان اُن کے جان ومال کی حفاظت کریں گے۔ یہ معاہدہ ۲۳ ہجری کو طے پایا۔ اسی سال حضرت عبداللہ بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ مکران بھیج دیا گیا۔ وہاں پر انہوں نے حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کی مدد کی ۔[7] اس جنگ میں ان دونوں صحابہ نے بہادری کے جوہر دکھائے۔

۷۔ حضرت سہل بن عدی خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ

ان کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ خزرج سے تھا اور یہ انصاری صحابی تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ انہوں نے مختلف جنگوں میں حصہ لیا ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں انہیں مکران کا امیر مقرر کیا۔ یہ وہاں گئے اور مکران اور اس کے گرد ونواح کے علاقوں کی فتوحات میں نمایاں کردار ادا کیا۔ وہاں حضرت عبداللہ بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ بھی جہاد میں شریک تھے۔ ۲۳ ہجری کو بلوچستان کے کچھ علاقے بھی فتح کر لیے گئے۔ اس فتح میں بھی ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔[8]

۸۔ حضرت شہاب بن مخارق تمیمی رضی اللہ عنہ

ان کا تعلق قبیلہ بنو تمیم یا قبیلہ بنو مازن سے تھا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے مدرک صحابی تھے۔ یہ نہ صرف مشہور شہسوار بلکہ معروف شاعر بھی تھے۔ خدمت خلق میں بڑے مشہور تھے۔ حضرت حکم بن عمرو ثعلبی رضی اللہ عنہ جب مکران میں مصروفِ جہاد تھے تو یہ وہاں پہنچے اور اُن

کے ساتھ شریکِ جہاد ہوئے۔[9] اس طرح برصغیر کی زمین کو ان کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔

۹۔ حضرت صحار بن عباس عبدی رضی اللہ عنہ

یہ وفدِ عبد قیس میں شامل ہو کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ نہایت سرخ رنگ کے مالک اور اپنے علاقے کے بہت بڑے خطیب وادیب تھے۔ ان کو نہ صرف فصاحت وبلاغت میں بڑی شہرت حاصل تھی بلکہ علم انساب میں ماہر مانے جاتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی کچھ احادیث مبارکہ روایت کرنے کا بھی شرف حاصل ہے۔ حضرت صحار رضی اللہ عنہ جنگ مکران میں شریک تھے، فتح کی خوشخبری سنانے کے لیے انہیں ہی بارگاہِ فاروقی میں بھیجا گیا تھا۔[10] انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں مکران کے علاقے کے جب حالات بیان کیے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوج کو آگے بڑھنے سے روک دیا تھا۔

۱۰۔ حضرت عاصم بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ

یہ عرب کے مشہور قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ نہ صرف شاعر تھے بلکہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی صحابیت کا بھی شرف حاصل تھا۔ انہوں نے سندھ کے مختلف علاقوں میں یلغار کی اور سندھ کے ساتھ ملا ہوا سجستان کے قرب وجوار کا علاقہ فتح کر لیا۔[11]

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمیر اشجعی رضی اللہ عنہ

ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے اور انہیں نبی اکرم ﷺ کی حدیث روایت کرنے کا بھی شرف حاصل ہے۔ خلافتِ فاروقی میں ۲۳ ہجری کو جنگ سجستان میں یہ حضرت عاصم بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان دونوں کی کوششوں سے وہ علاقہ فتح ہوا جو اُس زمانے میں بلادِ سجستان سے لے کر سندھ کے اندرونی حصے تک پھیلا ہوا تھا، دریائے ہلمند کا شمار بھی اسی میں ہوتا تھا۔[12]

۱۲۔ حضرت نسیر بن ویسم بن ثور عجلی رضی اللہ عنہ

عرب کے مشہور قبیلہ بنو عجل سے ان کا تعلق تھا۔ عہد فاروقی میں انہوں نے کئی جنگوں میں شرکت کی اور ہر جنگ میں کامیابی حاصل کی۔ جنگ ہمدان اور جنگ نہاوند کے علاوہ جنگ قادسیہ میں بھی ان کی شرکت کا ثبوت ملتا ہے۔ ۲۳ ہجری کو حضرت سہل بن عدی رضی اللہ عنہ نے جب علاقہ قفص یعنی بلوچستان فتح کیا تو حضرت نسیر بن ویسم رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ نہ صرف تھے بلکہ ایک دستے کی کمان بھی انہی کے سپرد تھی۔[13] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ دور دراز علاقوں تک پھیل گیا۔ ارضِ ہند میں مکران، سندھ اور بلوچستان کے متعدد علاقوں اسلامی پرچم بھی اسی دور میں لہرایا گیا۔ اس دور میں برصغیر میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد ہوئی وہ درج ذیل ہیں:

۱۳۔ حضرت حکیم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ

یہ مدرک صحابی ہیں۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو عبد القیس سے تھا اور یہ پہلے مسلمان سیاح تھے جو برصغیر پاک وہند میں آئے اور یہاں کے حالات و واقعات معلوم کیے۔ یہ ادیب اور شاعر مزاج صحابی تھے۔ بصرہ میں رہائش پذیر ہوئے اور وہاں انہیں کسی نے شہید کر دیا تھا۔[14]

۱۴۔ حضرت عبید اللہ بن معمر تمیمی رضی اللہ عنہ

عرب کے قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنو تمیم تھی، حضرت عبید اللہ بن معمر رضی اللہ عنہ کا تعلق اسی شاخ سے تھا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی تھے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی کچھ احادیث بھی روایت کی ہیں۔ یہ بڑے بہادر اور جنگجو تھے، انہوں نے اصطخر، خراسان اور فارس کی جنگوں میں حصہ لیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کو فوج ایک دستہ دے کر مکران اور سندھ کی طرف بھیجا گیا۔ انتظامی امور میں ان کو بڑی مہارت حاصل تھی۔ یہی وجہ تھی کہ مکران کے مفتوحہ علاقوں کی امارت ان کے سپرد کر دی گئی۔ بعد میں اصطخر کے ایک معرکے میں جام شہادت نوش فرما گئے [15]۔

۱۵۔ حضرت عمیر بن عثمان بن سعد رضی اللہ عنہ

ان کا شمار نبی اکرم ﷺ کے علماء وفضلاء اور عباد وزہاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ یہ انتہے بڑے خطیب اور مقرر تھے کہ ان کے خطبہ کا ایک ایک لفظ لوگوں کے دل و دماغ میں اثر کرتا تھا۔ ۲۹ ہجری کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو مکران کا امیر بنا دیا۔ کافی عرصہ یہ وہاں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مکران کے اس حصے کے امیر تھے جو سندھ میں شامل تھا۔ انہوں نے ملک شام میں وفات پائی۔[16] مکران میں اتنا عرصہ رہے، اس دوران انہوں نے دین اسلام کی تبلیغ بھی کی ہو گی اور ان کی تبلیغ سے ممکن ہے کہ کافی لوگ مسلمان بھی ہو گئے ہوں۔

۱۶۔ حضرت مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ

مشہور عربی شاعر امرئ القیس کے اخلاف سے تھے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی کچھ احادیث بھی روایت کی ہیں۔ بخاری، مسلم اور دیگر کتب احادیث میں ان سے روایت کردہ احادیث موجود ہیں۔ حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ نے افغانستان کے شہر کابل میں ایک دستہ کی قیادت کرتے ہوئے جہاد کیا۔ آپ کابل کے ایک بت کدے میں داخل ہوئے اور وہاں ایک بت کو ہاتھ میں پکڑ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے اسے اس لیے ہاتھ میں پکڑا ہے تاکہ تمہیں پتا چل جائے کہ یہ نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔ آپ نے بلوچستان میں بھی جہاد کیا اور اس سے ملحقہ علاقے سجستان میں اسلام کا پرچم بلند کیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے وہاں پر مستقل رہائش اختیار کر لی اور مختلف علاقوں میں آمد و رفت کے لیے کنویں کھودے، راستے بنائے اور سرائیں تعمیر کیں۔[17]

۱۷۔ حضرت عبد الرحمن بن سمرہ قرشی رضی اللہ عنہ

انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کیا۔ قبولِ اسلام سے پہلے ان کا نام ابن کعبہ یا عبدِ کلال تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبد الرحمن رکھا۔ نبی اکرم ﷺ سے احادیث روایت کرنے کا بھی انہیں شرف حاصل ہے۔ انہوں نے عراق اور فارس کی جنگوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۲۳ھ میں انہیں سجستان کا امیر مقرر کیا گیا۔ انہوں نے کابل اور خراسان کی جنگوں میں بھی اچھا کردار ادا کیا۔ انہوں نے ہندوستان کے سرحدی علاقوں پر حملے کیے اور "رن کچھ" کا علاقہ جو ہندوستان میں واقع ہے اور گجرات کا

"ٹھیاوار" جوراجستان کی سرحدوں کے درمیان پڑتاہے،انہوں نے فتح کیا۔اس زمانے میں "رن کچھ" کے نواح میں ایک علاقہ "داور" تھا، اس کو فتح کر کے انہوں نے اسلامی مقبوضات میں شامل کر لیا۔آخری ایام میں بصرہ شہر میں رہائش پذیر ہوگئے اور وہیں ۵۰ یا ۵۱ ہجری کو وصال فرمایا۔[18] حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی لشکر بالائے مکران سے ہوتے ہوئے سندھ میں داخل ہوئے اور وہاں سے چل کی قیقان پہنچے اور اس کے قرب وجوار کا علاقہ فتح کیا۔قیقان، کیگان کا معرب ہے اور یہ وہی علاقہ ہے جسے آج کل قلات کہا جاتا ہے اور یہ پاکستان کا حصہ ہے۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تین صحابی برصغیر میں آئے۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۸۔حضرت خریت بن راشد ناجی سامی رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اِن کو کچھ عرصے کے لیے فارس کے ایک علاقے والی مقرر کیا گیا۔انہوں نے یہ خدمت بحسن خوبی نبھائی۔۳۷ ہجری میں یہ مکران پہنچے۔[19] اس طرح برصغیر کی زمین کو ان کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔

۱۹۔حضرت عبداللہ بن سوید تمیمی رضی اللہ عنہ

عرب کے مشہور قبیلہ بنو تمیم سے ان کا تعلق تھا اور یہ محضرم صحابی ہیں۔یہ بہت اچھے شاعر اور ادیب تھے۔سندھ کی ایک جنگ میں انہوں نے شرکت کی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں انہوں نے اس جنگ میں شرکت کی تھی۔[20]

۲۰۔حضرت کلیب ابو وائل رضی اللہ عنہ

ان کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ برصغیر کے کسی علاقے میں گئے اور وہاں ایک درخت دیکھا جس کے سرخ رنگ کے پھول پر سفید رنگ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔[21] حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت شروع ہوتا ہے۔انہوں نے بیس سال تک حکومت کی۔ان کے دور میں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برصغیر میں آئے جو کہ درج ذیل ہیں:

۲۱۔حضرت مہلب بن ابو صفرہ ازدی اعتکی رضی اللہ عنہ

ان کا شمار صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے اور ایک روایت کے مطابق یہ مدرک صحابی تھے۔ان کا تعلق قبیلہ بنو ازد سے تھا۔علم و فضل میں بڑا نام تھا،انتظامی معاملات میں بڑی بصیرت حاصل تھی اور مجاہدانہ سرگرمیوں میں بڑے پیش پیش تھے۔کافی عرصہ تک خراسان کے امیر رہے۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ۴۴ ہجری کو ہند میں داخل ہوئے اور پھر برصغیر کے دور دراز علاقوں کو پامال کرتے چلے گئے۔انہوں نے ایران کے شہر "مرو" میں ۸۳ھ کو وفات پائی۔[22]

۲۲۔حضرت عبداللہ بن سوار عبدی رضی اللہ عنہ

ان کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ بنو مرہ بن ہمام سے تھا اور یہ مدرک صحابی تھے۔ان کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۴۳ ہجری میں

چار ہزار فوج کے ساتھ ہند کی طرف روانہ کیا۔ سب سے پہلے "رن" کے کچھ علاقوں کو فتح کیا، پھر قلات کے مختلف علاقوں تک پہنچ گئے۔ یہ بڑے سخی تھے۔ ایک مرتبہ قلات کے ایک گاؤں میں انہوں نے دیکھا کہ ایک گھر سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ آدمی بھیجا تو معلوم ہوا کہ ایک بیمار کے عورت کے گھر میں کھانا تیار ہو رہا ہے۔ اسی وقت کھانے کی اشیاء اس کے گھر پہنچائیں اور ایک آدمی کو مریضہ کی عیادت کے لیے روانہ فرما دیا۔ ۴۷ ہجری کو قلات میں ترک باشندوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔[23] یہ صاحب، تدبیر، فنون حرب کے ماہر، جرأت مند اور جنگ جو تھے۔

۲۳۔ حضرت یاسر بن سوار عبدی رضی اللہ عنہ

یہ حضرت عبد اللہ بن سوار عبدی رضی اللہ عنہ کے بھائی اور نبی اکرم ﷺ کے مدرک صحابی تھے۔ یہ اپنے بھائی کے ساتھ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں برصغیر کے مختلف علاقوں میں جہاد میں مصروف رہے۔[24] بڑے بہادر اور عالی ہمت کے مالک تھے۔

۲۴۔ حضرت سنان بن سلمہ ہذلی رضی اللہ عنہ

ان کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ بنو ہذیل سے تھا۔ ان کا شمار صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں زیاد بن ابو سفیان نے انہیں جنگ کے لیے فوج کا امیر بنا کر ہندوستان بھیجا۔ یہ ۵۰ ہجری کی بات ہے۔ ۴۲ ہجری میں انہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مکران کا امیر مقرر فرمایا۔ انہوں نے حجاج بن یوسف کے دور کے آخر میں ۹۴ یا ۹۵ ہجری کو وصال فرمایا۔[25] حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ان کا بیٹا یزید تخت نشین ہوا۔ اسکے دور میں ایک صحابی رسول سے برصغیر کی زمین کو شرفِ فیض حاصل ہوا۔

۲۵۔ حضرت منذر بن جارود عبدی رضی اللہ عنہ

یہ صاحبِ ثروت اور سخی تھے۔ لوگوں کی ہمدردی و بھلائی کرنا اور ان کے دکھ سکھ میں شریک ہونا ان کی فطرت کا حصہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اصطخر کا والی مقرر کیا۔ یزید کے دور حکومت میں ۶۰ ہجری کو عبید اللہ بن زیاد کے حکم سے حضرت منذر رضی اللہ عنہ کو سرحدات ہند کی طرف روانہ کیا گیا۔ بوقان، قلات اور خضدار کی جنگوں میں شرکت کی۔ ۶۲ ہجری میں سندھ کے مفتوحہ علاقوں کی امارت اور گورنری کا منصب انہیں کے پاس رہا۔ ان کی وفات سندھ یا قلات میں ہوئی۔[26] یہ اسلامی تہذیب کے حاملین کا پہلا قافلہ اور اصحابِ حدیث کا اولین کارواں تھا جو ہند میں وارد ہوا۔ ان حضرات کا اصل مقصد اہلِ ہند کو پاکیزہ اخلاق و کردار، صاف ستھری تہذیب و ثقافت اور تعلیم و شائستگی کی ان بلند و بالا اور عظیم ترین اقدار سے فیض یاب کرنا تھا جن کو اسلام میں بنیادی اور اساسی حیثیت حاصل ہے۔ سندھ و ہند کے مختلف علاقوں اور بعض بلاد و امصار پر شروع ہی میں عرب مجاہدین کے باقاعدہ حملے شروع ہو گئے تھے جن کے نتیجے میں اس ملک کے متعدد علاقے مسلمانوں کے زیرِ نگیں آگئے تھے۔ ان علاقوں میں مسلمان باقاعدہ طور پر آباد ہو چکے تھے۔ وہاں پر جانے والے ان صوفی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت بھی جاری رکھی جس کے نتیجے میں بہت سارے غیر مسلم متاثر ہوئے۔ بہت

سارے تابعین عظام علیہم الرحمہ بھی برصغیر میں آئے اور انہوں نے حدیث وسنت کی نشر و ترویج کو اپنا مطمعٔ نظر ٹھہرائے رکھا۔ بعض کسی دوسرے ملک میں تشریف لے گئے اور وہاں قال اللہ و قال الرسول کی دلنواز صدائیں بلند کرنے میں زندگیاں وقف کر دیں۔ یہاں برصغیر کے ان خوش بخت تابعین کے مختصر حالات، ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور اشاعت قرآن وحدیث کے لیے ان کی جدوجہد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۲۶۔ابن اسید بن اخنس علیہ الرحمہ

ابن اسید بن اخنس علیہ الرحمہ تابعی تھے لیکن انھیں رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کی صحبت و تلمذ کا شرف حاصل تھا۔ یہ عرب کے نامور قبیلے بنو ثقیف سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد اسید کے ایک اور بھائی مغیرہ بن اخنس تھے جو خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں سے تھے اور انھوں نے اسی دن درجہ شہادت پایا تھا جس دن حضرت عثمان شہید ہوئے تھے۔ ان کے دادا اخنس کا شمار مکہ معظمہ کے اصحاب احترام اور معززین میں ہوتا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے رفقائے خاص میں سے تھے۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی اور حامی تھے۔ ۴۱ ہجری میں ان کا وصال ہوا۔ ابن اسید کے والد حضرت اسید بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابن اسید کو خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ان کو سندھ کا والی مقرر کیا تھا اور یہ ایک عرصے تک علاقہ سندھ میں مقیم رہے۔ اس اثنا میں ان کا سلسلہ تدریس حدیث بھی جاری رہا۔ عبدالملک ۲۷ ہجری میں مسند خلافت پر متمکن ہوا اور ۱۵ شوال ۸۵ ہجری کو اس نے وفات پائی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد بن قاسم کے سندھ پر حملہ سے پہلے ہی سندھ کا خاصا علاقہ فتح ہو چکا تھا اور صحابہ و تابعین کی نہ صرف وہاں آمد و رفت شروع ہو گئی تھی بلکہ اُمرا کا بھی تقرر ہونے لگا تھا۔[27]

۲۷۔ابوشیبہ جوہری علیہ الرحمہ

.ابوشیبہ جوہری کا نام یوسف تھا، والد کا اسم گرامی ابراہیم تھا۔ قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ ابوشیبہ ان کی کنیت تھی۔ تابعی تھے اور رسول اللہ ﷺ کے مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی اور باقاعدہ ان کے حلقۂ تلامذہ میں شامل رہے۔ خود حضرت ابو شیبہ جوہری نے بھی مسند درس حدیث آراستہ کی اور عقبہ بن خالد، ابوقیہ، عبدالحمید اسانی، اسماعیل بن عبدالعلی الحرزی، قاضی رے علا بن حسین اور علی بن یزید صمدانی اکفانی نے ان سے روایت کی اور ان کے دائرۂ شاگردی میں داخل ہوئے۔ یہ وہ لائق احترام تابعی ہیں جو علم حدیث کے درس وتدریس کا بھی اہتمام کرتے تھے اور جنگ و جہاد میں بھی پیش پیش رہے تھے۔ یہ محمد بن قاسم کے لشکر کے ساتھ وارد سندھ ہوئے اور جہاد میں حصہ لیا۔ بہت اچھے منتظم بھی تھے۔ چنانچہ دیبل اور بیرون کی فتح کے بعد ان کو ان شہروں اور ان کے گرد و نواح کا والی اور امیر مقرر کر دیا گیا تھا۔ یہ خدمت انھوں نے نہایت حسن و خوبی کے ساتھ انجام دی۔[28] علاوہ ازیں اپنے زیر انتظام علاقوں میں قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس کے حلقے قائم کیے۔ خود اپنا حلقۂ درس حدیث بھی قائم کیا۔

۲۸۔شانغر بن و۔اغفر بن ذعر

پہلی صدی ہجری کے نامور بزرگ ہیں اور تابعین کی پاک باز جماعت کے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ پتا نہیں چل سکا کہ انھوں نے کن کن صحابہ کرام سے سماع حدیث اور اخذ روایت کا شرف حاصل کیا۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ ان کو خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسلامی لشکر کا امیر بنا کر علاقہ سندھ میں بھیجا اور وہاں انھوں نے بہترین خدمات انجام دیں۔ ان کے بارے میں صرف اتنی بات کی نقاب کشائی ہوتی ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انہی کے حکم سے عازم سندھ ہوئے اور وہاں کے منافقین اسلام اور کفار سے مصروف جنگ و پیکار رہے۔[29]

۲۹۔ حاتم بن قبیصہ علیہ الرحمہ

یہ خالص عرب تھے اور قبیلہ بنواز دسے تعلق رکھتے تھے۔ حاتم کے دو بیٹے تھے جو علم و فضل سے آراستہ اور حدیث و فقہ کے ماہر تھے۔ ایک کا نام یزید اور ایک کا نام روح تھا۔ روح افریقہ کے امیر مقرر کیے گئے اور یزید سندھ کے۔ یزید کے ایک بیٹے کا نام مغیرہ تھا جو سندھ کے گورنر ہوئے اور وہیں انھیں قتل کر دیا گیا تھا۔ یزید کا ایک بیٹا اور تھا، اس کو پہلے افریقہ کا گورنر بنایا گیا۔ بعد میں سندھ کا۔! یزید کے بیٹے ابراہیم بھی کم و بیش بیس سال سندھ، مکران اور کرمان کی مسند گورنری پر فائز رہے۔ حاتم ایک عرصے تک سندھ میں مصروف جہاد رہے۔ انھوں نے سندھ میں درحدیث کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور بے شمار لوگوں نے ان سے استفادہ کیا اور حدیث روایت کی۔[30] حاتم بن قبیصہ معروف تابعی تھے اور سندھ میں بڑے اثر ورسوخ کے مالک تھے۔ انہوں نے سندھ کے علاوہ عبداللہ بن سوار عبدی کی معیت میں قلات کی دوسری لڑائی میں بھی شرکت کی۔

۳۰۔ حکم بن مندر عبدی علیہ الرحمہ

حکم کی کنیت ابو غیان تھی۔ ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ دور خیر القرون کے عالی مرتبت بزرگ تھے۔ شجاعت اور بہادری میں بہت مشہور تھے۔ سندھ اور اس کے گردونواح میں جہاد کے لے آئے اور وہیں وفات پائی۔ علم بن مندر بہت سخی اور ہمدرد خلائق تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ سرزمین سندھ میں آئے اور مخالفین اسلام سے جہاد کیا اور پھر اس خطہ ارض میں وفات پائی۔[31]

۳۱۔ داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ

آپ کا علی اور آپ کا لقب داتا گنج بخش ہے۔ آپ ۴۰۰ ہجری کو غزنی میں پیدا ہوئے۔ جس شہر میں آپ پیدا ہوئے وہاں علمی ماحول تھا۔ اس شہر کی خاصیت یہ تھی کہ وہاں بڑے بڑے علماء، صوفیاء، تاریخ اور جغرافیہ دان رہائش پذیر تھے۔ آپ نے تین سو مشائخ سے کسبِ فیض کیا۔ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ نے احمد حماد سرخسی علیہ الرحمہ اور حضرت ابو سعیدی ہجویری علیہ الرحمہ کے ساتھ قافلے کی صورت میں لاہور کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور لاہور پہنچ کر بیرون بھائی دروازہ قیام فرمایا۔ آپ کی کوششوں سے لاہور اسلام کا قلعہ بن گیا۔ اپنی رہائش گاہ کے قریب ہی آپ نے ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس مسجد کی تعمیر میں آپ نے نہ صرف مالی امداد کی بلکہ مزدوروں کے ساتھ مل کر خود بھی کام کرتے رہے۔ آپ نے تصوف پر بہت ساری کتب تحریر فرمائیں۔ ان میں منہاج الدین، دیوان، اسرار الخرق والمؤنات، کتاب البیان لاہل

العیان، بحر القلوب، الرعایۃ بحقوق اللہ، کتاب فناء وبقا، شرح کلام منصور حلاج، ایمان اور کشف المحجوب قابل ذکر ہیں۔ لیکن افسوس کہ کشف المحجوب کے علاوہ باقی کوئی بھی کتاب ہم تک نہیں پہنچ سکی۔آپ کا وصال ۴۶۵ھ کو ہوا۔[32]

۳۲۔خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ

آپ کا پورا نام معین الدین ہے اور آپ کے والدین پیار سے آپ کو حسن پکارتے تھے۔آپ کی ولادت سے متعلق مختلف روایات ہیں۔ایک کے مطابق ۵۲۷ھ، دوسری روایت کے مطابق ۵۳۰ھ، تیسری کے مطابق ۵۳۳ھ اور چوتھی روایت کے مطابق ۵۳۷ھ ہے۔آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔آپ کے والد اپنے دور کے فرد کامل اور بڑے عالم تھے چنانچہ آپ کو تعلیم و تربیت کا بہترین موقع حاصل ہوا۔اس طرح آپ نے نو سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ سنجر کے ایک مکتب میں تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔اس طرح آپ نے تھوڑی سی مدت میں اچھی استعداد حاصل کر لی۔اس زمانہ میں مصر، قرطبہ، بغداد، سمرقند اور بخارا اسلامی علوم و فنون کے دار العلوم شہرت و عظمت کے مرکز تھے جہاں ہزاروں طلباء فیض علمی سے سرفراز ہوتے تھے۔ چنانچہ آپ نے بھی اسی جگہ کا انتخاب کا ی اور سفر کی تکلیف اور زحمت خندہ پیشانی سے برداشت کر کے سمرقند اور بخارا تشریف لے گئے۔ مولانا حسام الدین بخاری اور مولوناشرف الدین شریفہ الاسلام جن کا شمار متبحر عالم اور مشہور اکابرین میں ہوتا تھا، ان کے ہاتھوں آپ نے دستار فضیلت بندھوائی اور علوم دینیہ کا جبہ پہنا۔آپ فقہ، حدیث، تفسیر، علم نحو اور دیگر علوم سے باریاب ہو چکے تھے لیکن آپ تو راہ حقیقت و معرفت کے متلاشی تھے۔ علم کی شمع نے منزل مقصود کی راہ دکھائی۔ سمرقند، بخارا سے عراق تشریف لے گئے۔آپ نے ۱۵ سال سے ۳۲ سال تک علمی مشغلہ جاری رکھا۔آپ نے حضرت عثمان ہارونی کی بیعت کی۔آپ کی طرف جن کتب کی نسبت کی جاتی ہے ان میں سے انیس الارواح، کشف الاسرار، گنج اسرار، رسالہ تصوف منظوم، رسالہ آفاق و انفس، حدیث المعارف، رسالہ موجودیہ اور دیوان حق قابل ذکر ہیں۔آپ کا وصال ۶۳۳ھ کو ہوا۔[33]

۳۳۔خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ

یہ خواجہ معین الدین چشتی کے سب سے عزیز اور مشہور خلیفہ تھے۔ دہلی میں آکر اس وقت مقیم ہوئے جب وہاں سلطان التمش کی حکومت تھی۔اپنے حسن اخلاق اور برتاؤ سے سلطان کو اس طرح متاثر کیا کہ سلطان آپ کا مرید ہو گیا۔انہوں نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے خاصی جدوجہد کی۔آپ نے بہت سارے شاگرد اور خلفاء تیار کیے جو آپ کے وصال کے بعد دین اسلام کی خدمت میں مصروف رہے۔[34]

۳۴۔شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ

یہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے خلیفہ خاص تھے۔اپنے پیر سے مذہبی اور روحانی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دہلی چھوڑ کر پنجاب چلے گئے۔وہ پنجاب سے دہلی اکثر آیا کرتے تھے۔ دہلی میں رہ کر صحیح معنوں میں کام جاری رکھنا ان کے لیے ممکن نہیں تھا کیوں کہ انہوں نے سوچا کہ دہلی میں سلطنت اور اس کی انتظامیہ کا دباؤ خانقاہی نظام پر بنا رہے گا جو مذہبی کاموں میں خلل پیدا کرے گا، اس لیے انہوں نے پنجاب میں رہ کر کام کرنا مناسب سمجھا۔ان کی سوچ بالکل درست تھی کیونکہ سلطان التمش کی موت کے بعد دہلی میں تصوف کا کام ایک طرح سے بند ہو گیا

۔دہلی کے تمام صوفیاء سلطنت سے منسلک ہوگئے۔ علماء، صوفیاء سبھی نے سیاست میں حصہ لیا۔ بابا فرید نے ولایت کی روایت کو اتنی پختہ شکل عطا کی کہ ان کی ولایت کی روحانی روشنی نے شیخ نظام الدین اولیاء جیسا صوفی پیدا کیا، جو محبوبِ الٰہی کے لقب تک پہنچ گئے۔ باب فرید الدین نے اپنی ولایت کے کام کو جاری رکھنے کے لیے اپنے بہت سارے شاگرد اور خلفائے بنائے جنہوں نے ان کے کام جاری رکھا۔[35] اس پسِ منظر سے واضح ہوتا ہے کہ دیگر علاقوں سے بہت سارے صوفیاء کرام برصغیر میں تشریف لائے جنہوں نے اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا ۔ان کی تبلیغ کا ہی اثر تھا کہ گروہوں کی شکل میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ برصغیر میں صوفیاء کرام کی آمد کا یہ سلسلہ دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہی شروع ہو گیا تھا۔

خلاصہ بحث

ہندوستان میں صحابہ کرامؓ، تابعین، اتباع تابعین اور محدثین مختلف اوقات میں وارد ہو کر یہاں اشاعت اسلام کے فرائض انجام دیتے رہے۔ کتب اسماء الرجال اور تاریخ کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ۲۵ کے قریب صحابہ کرامؓ ہندوستان تشریف لائے جن میں سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی اور ان کے برادران، سیدنا عبداللہ بن عمیرؓ، سیدنا سہل بن عدی بن مالکؓ، سیدنا عاصم بن عمروؓ اور سیدنا مجاشع بن ثعلبہؓ وغیرہم شامل ہیں۔اسی طرح سے تابعین میں بھی کئی بزرگ جہاد اور پھر اشاعت اسلام کی غرض سے برصغیر وارد ہوئے جن میں نمایاں نام جناب سعد بن ہشام بن عامر انصاریؒ، جناب حارث بن مرہؒ، جناب یزید بن کبشہؒ، جناب زیاد بن الحواریؒ، جناب اسید بن اخنس الثقفی وغیرہم کا ہے۔اسی طرح سے اتباع تابعین میں جناب اسرائیل بن موسیٰ البصری، جناب ابو محمد رجاء بن السندی، جناب محمد بن عبدالرحمٰن بیلمانی، جناب ربیع بن صبیح السعدی وغیرہم شامل ہیں۔تابعین اور اتباع تابعین میں سے بیشتر افراد امیر محمد بن قاسمؒ کے لشکر کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے تھے۔ان سارے مقدس لوگوں کے لیے اگرچہ صوفی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا کیونکہ اس وقت لفظِ صوفی کی اصطلاح رائج نہیں تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اصل صوفی تھے۔ان کے بعد بھی مختلف صوفیاء کرام تشریف لاتے رہے اور اسلام کی تبلیغ میں مصروفِ عمل رہے۔

حوالہ جات

---

[1] بزرگ بن شہریار، عجائب الہند، مکتبہ مومن قریش، الامارات العربیۃ المتحدۃ، ص:۱۵۷

[2] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج:۵، ص:۵۰۸۔۵۰۹

[3] البلاذری، فتوح البلدان، ص:۴۰۰۔۴۲۰

[4] البلاذری، فتوح البلدان، ص:۹۲

[5] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج:۶، ص:۱۶۰

[6] ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج:۸، ص:۴۷

7 الطبری،تاریخ الامم والملوک،ج:۴،ص:۱۸۱

8 الطبری،تاریخ الامم والملوک،ج:۴،ص:۱۸۱

9 الطبری،تاریخ الامم والملوک،ج:۴،ص:۱۸۱

10 ابن کثیر،البدایۃ والنہایۃ،ج:۷،ص:۱۲۷

11 مبارک پوری،العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابۃ والتابعین،١٩٨٦م،دار الانصار،س ن،ص:٦۵

12 ابن کثیر،البدایۃ والنہایۃ،ج:۷،ص:۱۳۲

13 تقی الدین،العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین،ص:٦٦

14 البلاذری،فتوح البلدان،ص:۴۲۲

15 الطبری،تاریخ الامم والملوک،ج:۴،ص:۲٦۴

16 مبارک پوری،العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابۃ والتابعین،ص:٦۷

17 ابن سعد،الطبقات الکبریٰ،ج:۷،ص:۳۰

18 البلاذری،فتوح البلدان،ص:۲۸۸

19 مبارک پوری،العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابۃ والتابعین،ص:٦۷

20 ابن حجر عسقلانی،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،ج:۳،ص:۹۲

21 القرشی،ادریس بن حسن، عیون الاخبار وفنون الآثار،دار الاندلس للطباعۃ والنشر والتوزیع،١٩٦٨م،ج:۲،ص:۱۰۵

22 ابن سعد،الطبقات الکبریٰ،ج:۷،ص:۱۲۹

23 الطبری،تاریخ الامم والملوک،ج:۵،ص:۵۴۷

24 مبارک پوری،العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابۃ والتابعین،،ص:۱۰۲

25 تقی الدین،العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین،ص:۱۰٦

26 البلاذری،فتوح البلدان،ص:۲٦۱

27 مبارک پوری،العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابۃ والتابعین،ص:۱۲۵

28 ابن حجر عسقلانی،احمد بن علی بن محمد،لسان المیزان،ممکتب المطبوعات الاسلامیۃ،۲۰۰۲م،ج:٦،ص:٦۹

29 چچ نامہ،ترجمہ از اختر رضوی،سندھی ادبی بورڈ،جام شورو،۲۰۰۸ء،ص:۹۹

30 ابن خلکان،احمد بن محمد بن ابراہیم،وفیات الاعیان،دار صادر،بیروت،۱۹۷۲م،ج:۲،ص:۲۳۴

31 مبارک پوری،العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابۃ والتابعین،،ص:۱۱۲۔۱۱۳

32 داتا گنج بخش،علی الہجویری،کشف المحجوب،الفیصل ناشران،لاہور،۱۹۹۵ء،ص:۱۲

33 وحید احمد مسعود،سیرت خواجہ معین الدین چشتی،ضیاء القرآن،لاہور،۲۰۱۳ء،ص:۱۴۴

34 چشتی،شبیر حسین،سیرت طیبہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ،اکبر بک سیلرز،لاہور،۲۰۰۵،ص:۲۳

35 نظامی، تاریخ مشائخ چشت، ص: ۴۷

References

1. Buzurg bin Shahryar, Ajaib-ul-Hind, Maktaba Momin Quraish, Al-Emirates al-Arabiyyah al-Mutahadah, p. 157
2. Ibn Sa'd, al-Tabaqat al-Kubra, vol. 5, p. 508. 509
3. Al-Baladhuri, Fatuh al-Baldan, p. 400. 420
4. Al-Baladhuri, Fatuh al-Baladan, p. 92
5. Ibn Sa'd, al-Tabaqat al-Kubra, vol. 6, p. 160
6. Ibn Kathir, al-Bidaiyyah wa'l-Nihaiyyah, vol. 8, p. 47
7. Al-Tabari, Tarikh al-Umm wa'l-Mulk, vol. 4, p. 181
8. Al-Tabari, Tarikh al-Umm wa'l-Mulk, vol. 4, p. 181
9. Al-Tabari, Tarikh al-Umm wa'l-Mulk, vol. 4, p. 181
10. Ibn Kathir, al-Badaiyyah wa'l-Nihaiyyah, vol. 7, p. 127
11. Mubarak Puri, Al-Aqd al-Thameen fi Fatuh al-Human Warad Fiha Min al-Sahaba wa'l-Taba'in , 1986, Dar-ul-Ansar, s.n., p.65
12. Ibn Kathir, al-Badaiyyah wa'l-Nihaiyyah, vol. 7, p. 132
13. Taqi al-Din, Al-Aqd al-Thameen fi Tarikh al-Balad al-Amin, p. 66
14. Al-Baladhuri, Fatuh al-Baldan, p. 422
15. Al-Tabari, Tarikh al-'Umm wa'l-Mulk, vol. 4, p. 264
16. Mubarak Puri, Al-Aqd al-Thameen fi Fatuh al-Human Warad Fiha Min al-Sahaba wa'l-Taba'in, p. 76
17. Ibn Sa'd, al-Tabaqat al-Kubra, vol. 7, p. 30
18. Al-Baladhuri, Fatuh al-Baldan, p. 288
19. Mubarak Puri, Al-Aqd al-Thameen fi Fatuh al-Human ward fiha min al-sahaba wa'l-taba'in , p.76
20. Ibn Hajar al-Asqalani, al-Isaba fi Tamiz al-Sahaba, vol. 3, p. 92
21. Al-Qurashi, Idris ibn Hasan, Ayun al-Akhbarofun al-Athar, Dar al-Andalus li'l-Taba'ah wa'l-Nashr wa'l-Tuzi' 1968, vol. 2, p. 105
22. Ibn Sa'd, al-Tabaqat al-Kubra, vol. 7, p. 129
23. Al-Tabari, Tarikh al-Umm wa'l-Mulk, vol. 5, p. 547
24. Mubarak Puri, al-Aqd al-Thameen fi Fatuh al-Hindoman ward fiha min al-sahaba wa'l-taba'in , p.102
25. Taqi al-Din, Al-Aqd al-Thameen fi Tarikh al-Balad al-Amin, p. 106
26. Al-Balazari, Fatuh al-Baladan, p. 261
27. Mubarak Puri, Al-Aqd al-Thameen fi Fatuh al-Human ward fiha min al-sahaba wa'l-taba'in, p. 125
28. Ibn Hajar al-Asqalani, Ahmad b. 'Ali b. Muhammad, Lasan al-Mizan, Maktab al-Publications al-Islamiyyah, 2002, vol. 6, p. 69
29. Chachnama, translated by Akhtar Rizvi, Sindhi Literary Board, Jamshoro, 2008, p.99
30. Ibn Khalqan, Ahmad b. Muhammad b. Ibrahim, Fifayat al-Ayyan, Dar Sadr, Beirut, 1972, vol. 2, p. 234
31. Mubarak Puri, Al-Aqad al-Thameen fi Fatuh al-Hindoman ward fiha min al-sahaba wa'l-taba'in , p. 112. 113
32. Data Ganj Bakhsh, Ali al-Hajweri, Kashf al-Mahzab, Al-Faisal Publishers, Lahore, 1995, p.12
33. Waheed Ahmad Masood, Sirat Khwaja Moinuddin Chishti, Zia-ul-Quran, Lahore, 2013, p.144
34. Chishti, Shabbir Hussain, Sirat Tayyaba Hazrat Qutbuddin Bakhtiar Kaki(ra), Akbar Booksellers, Lahore, 2005, p.23
35. Nizami, Tarikh Mashaikh Chisht, p.47